
لیلیٰ
شہزاد قیس

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

لیلیٰ

یہ کتاب تقسیم کیجیے

آپ اس ای بک کو بغیر کسی تبدیلی کے بلامعاوضہ تقسیم کر سکتے ہیں اور اپنے بلاگ یا ویب سائٹ پر بھی رکھ سکتے ہیں۔ دیگر کسی استعمال کے لیے **info@SQais.com** پر رابطہ فرمایئے۔ شکریہ

Free E-Book

You can freely distribute this E-Book unchanged for non-commercial purposes on any medium. For other usage please contact me at **info@SQais.com** Thanks.

پرنٹ کرنے کا طریقہ

آسانی سے پڑھنے کے لیے آپ اس کتاب کو پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کی ڈیزائننگ اس طرح کی گئی ہے کہ پرنٹنگ میں کم سے کم کاغذ کا ضیاع ہو۔ پرنٹ کرنے کے لیے:

1. اے فور (A4) سائز کا کاغذ استعمال کیجیے۔
2. سائیڈ سے مارجن ختم کر دیجیے۔
3. پہلے ایک صفحہ پرنٹ کر کے دیکھ لیجیے۔ اگر صحیح پرنٹ ہو جائے تو باقی بھی کر لیجیے۔ شکریہ

لیلیٰ

شہزاد قیسؔ

آن لائن اہتمام

اُردو پبلک لائبریری

www.UrduPublicLibrary.com

ضابطہ

نام کتاب	لیلیٰ
شاعر	شہزاد قیسؔ
نظر ثانی	خانم شب زیدی
ناشر	یاسر جواد
پرنٹر	ڈیلٹا فوکس پرنٹرز، لاہور
ڈیزائنر	ریاض رحمان
اولین اشاعت	جولائی 2010ء
موجودہ اشاعت	جمعہ، 01 ستمبر، 2017
قیمت	350/- رُوپے
صفحات	210

اِنتساب

پھر بھی لیلیٰ کے نام

ویلنٹائن ڈے

اِک روز محبت کے لیے کر کے مقرر
دِل والوں پہ دُنیا نے بڑا ظلم کیا ہے

عرضِ قیس

یہ ایک کتاب نہیں ہے۔
اور شاعری تو ہرگز نہیں ہے۔
یہ اُس شوخ، پری زاد حُسن کی کہانی ہے جس کے شیریں لبوں پر
"مَن دَر" اُکھڑنے تک تو رام رام رہا مگر پھر کمالِ بے نیازی سے

''کہلوا'' دیا گیا: ''حضور! حوریں دُنیا میں نہیں ملا کرتیں''۔ یہ چلمن کے چنچل دورِ حکومت میں پیاسی نگاہوں کی من بیتی بھی ہے اور ذکرِ یار میں محو دھڑکنوں کا من و عن گوشوارہ بھی۔

اُس نے کہا، تمھیں ہجر میں کُل کتنی دَھڑکنیں؟
میں نے حسابِ زیر و زَبر ، پیش کر دیا

یہ قصہ ہے تنِ تنہا بزم آرائی کی اس ناکام کوشش کا، جس میں دن ڈھلے فوجِ تنہائی کو شکست دینے کے لیے، شکستہ آئینوں کا ہجوم اکٹھا کیا گیا تو شب ڈھلے دائرہ وار شمعیں جلا کر گریۂ باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔ ''طاق'' راتوں میں کبھی گجروں میں لفظ پرو کر بے چین دِل کو بہلایا گیا تو کبھی عکسِ یار سے گفتگو کی ''سعی'' کی گئی۔

عکسِ لیلیٰ سے قیسؔ بات تو کر
عین ممکن ہے بات ہو جائے

یکم مئی 1994 سے شروع ہونے والی یہ ''زنجیرِ خیال'' کئی دہائیوں پر مشتمل ''دُنیاوی بن باس'' کی قسطِ اوّل ہے۔ ذرا تاخیر کی اگر پہلی وجہ تخلیقی ارتقاء کا زمانی بہاؤ کا محتاج ہونا ہے تو دوسری وجہ تنہائی چھن جانے کا خوف ہے۔ کیونکہ جس کا کُل اثاثہ ہی زندانِ ذات میں ''خود ساختہ'' عمر قید ہو، اس کے لیے یہ کافی مہنگا سودا ہے۔

ایک تنہائی ، دُوسری دَھڑکن
شاعری تیسری سہیلی ہے

پھر یہ بھی حل طلب تھا کہ سینے میں ''امانتاً'' فراموش شدہ ان جذبات کو سپردِ خاک ہونا ہے یا سپردِ قلم۔ اور یہ فکر تو دامن گیر تھی ہی کہ شاعر کہلائے جانے کی پاکیزہ تہمت پر ان اصحابِ دانش کو کیا منہ دکھاؤں گا جو مجھے ''کام کا آدمی'' سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یوں ''جب تک ہو سکا'' اس ''قرطاسِ اَبیض'' کی اشاعت ٹالی جاتی رہی۔

داستانِ دردِ دِل ہے ، یہ اَلف لیلیٰ نہیں
قیسؔ! چھپوانے سے پہلے خیر خواہوں سے تو پوچھ

لیلیٰ نام کی بابت گزارش ہے کہ ایک تو قیس کی انتہائے نگارش کا اسم اعظم سوائے لیلیٰ کے اور ہو بھی کیا سکتا تھا۔ دوسرے یہ معمہ ابھی تک سمجھ سے باہر ہے کہ اس کلام کا "اصلی" خالق کون ہے۔ ایک جانب عشق میں ڈُوبا قلم ہے جو شب ہنگام ، نیم الہامی کے عالم میں ، دلکش "مگر" بے جان لفظی مورتیں تراش سکتا ہے تو دوسری طرف وہ سحر انگیز حسن ہے جس کا مہکتا خیال بھی اِن بتوں میں "رُوحِ شاعری" پھونک دینے پر قادر ہے۔ چونکہ رُوح نویدِ حیات اور جنبشِ ذات کی شرطِ اول ہے اس لیے یہ شعر ندائے دل معلوم ہوتا ہے کہ

اِک حسینہؔ نے شعر لکھے ہیں
قیسؔ کا صرف نام چلتا ہے

لیلیٰ اس عالمِ "عالم" فراموشی کا نام بھی ہے جب حبیبِ ہجر ہونے پر خیالِ یار، یار سے بھی پیارا لگنے لگتا ہے۔ حتی کہ کمالِ جستجو میں یہ تک بھول جاتا ہے کہ گول زمین پر آبلہ پائی کے اس دائروی سفر کا اصلی محور کون تھا۔ ایسے میں اگر کبھی کبھار ارتکازِ فکر، شدتِ ہجر اور دائمی ذکر یکجا ہو کر بن طلب شمعِ باطن روشن کر دیں تو تعجب کیسا۔

اِس قدَر ڈُھونڈا تجھے رَب مل گیا
ہجر میں گزرا شباب اَچھا لگا

اگر کسی دوراہے پر اپنی اور محبوب کی خوشی میں سے کسی ایک کا انتخاب درپیش ہو تو سچے عاشقوں کے لیے یہ انتخاب تکلفِ محض ہے کیونکہ رہروانِ عشق کا یک نکاتی منشور محبوب کی

خوشی میں سے کسی "ایک" کا انتخاب کرنا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ جیسے خالص سونے کے کنگن اور سونے کا پانی چڑھے کنگن میں ذرا سی سان سے فرق معلوم ہو جاتا ہے ویسے ہی عاشقی اور دعویٔ عاشقی کا فرق بھی ایسے جاں گداز لمحات میں کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

قیسؔ تھا لاجواب لیلیٰ بھی
جب سوال ایک کی بقاء کا تھا

لیلیٰ رت جگے کی اُن کروٹوں کا بیان بھی ہے جب زخم شماری، اختر شماری سے بڑھ جانے کے باوجود کسی شوخ پر آنے والے پیار میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ یہ ان شریر لمحوں کی داستان بھی ہے جب گاہک کی شدتِ طلب دیکھ کر رسد کو بالکل ہی روک لیا جاتا ہے اور نئی شرائط طے کرنے کے لیے تاریخ تک نہیں دی جاتی۔

کہا: کوہِ ہمالہ میں رَواں کر دُوں جو جوئے شیر
کہا: وُہ شرطِ شیریں تھی، کہیں دُشوار ہے لیلیٰ

لیلیٰ بچپن کی دلچسپ شرارتیں یاد آنے پر بے اختیار مسکرا اُٹھنے کا نام بھی ہے اور بزرگوں کی نصیحتیں دیر سے یاد آنے پر ہاتھ ملنے کا نام بھی۔ یہ اگر حُسن کا جامِ جم ہے تو عشق کا جام سَفال بھی ہے۔ اور یہ کبھی کبھی کسی پر احسان کرتے ہوئے زندگی میں ''آخری'' مرتبہ حیران ہونے کا نام بھی ہے۔

اُس رُوپ کے ''دِفاع'' کے لیے قیس ایک دن
میں ڈھال کو جھکا تو وہ شمشیر بن گئی

جہاں لیلیٰ کسی دلنشیں کٹاری کی سفاک خوبصورتی اور سفلی مسکراہٹ کی تسبیح ہے تو وہیں نویدِ محبت کی کھوکھلی وعید بھی ہے۔ یہ صنفِ حُسن سے صنفِ عشق پر بیٹے دلچسپ ستم کا جگمگاتا نوحہ ہے۔ چنانچہ یہ ان

لمحات کا قصہ بھی ہے جب غصہ، اصولوں پر اتنا حاوی ہو جاتا ہے کہ آدمی فرد کا انتقام قوم سے لے کر تسکین محسوس کرتا ہے۔

بے وَفا کا اُدھار نہ رکھا
قیسؔ ہم نے حسیں رُلائے بہت

یہ اُن قصہ گو زاہدوں کی داستان بھی ہے جن کے دِل کے چار خانے توحیدی دعوؤں کے باوجود سائنسی طور پر ثابت ہیں۔ عشقِ مجازی سے ''بھی'' بے بہرہ لوگ عشق حقیقی کے دعوے دار بن بیٹھیں تو میاں ہم مجنوں ہی بھلے۔ تاہم دیوانہ ہو یا فرزانہ، واعظِ شہر سے سب کو بنا کر رکھنی ہی پڑتی ہے کہ

اِن کے پاس آتے ہیں توبہ کو حسیں چہرے بھی
واعظِ شہر سے تا عمر بنا کر رکھنا

تسلیم کہ آج کل سائے سے گفتگو کوئی بھی پہنچا ہوا فرد کر لیتا ہے لیکن پرچھائیوں کے کاندھے پر سر رکھ کر روتے روتے غش کھا جانے کو غالباً کچھ زیادہ جنون درکار ہے۔ دانشوری پر مُصر عزیزوں سے التماس ہے کہ مجنوں پر تہمتِ دیوانگی باندھنے سے پیشتر، احتیاطاً، اک نظر لیلیٰ کو بھی دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے اس مرتبہ صبر کا پھل اور دیکھنے والوں کا دِل دونوں ہی چھری کی زد میں آ جائیں۔

لیلیٰ کو دیکھ لو تو سمجھو گے
قیسؔ کیوں لیلیٰ، لیلیٰ کرتا ہے

پھر اگر جنون کی امان ملے تو خواہشِ دیدِ لیلیٰ رکھنے والوں عقلمندوں سے مجنوں یہ پوچھنے کی جسارت بھی کرے کہ کیا آپ لیلیٰ کو انہی آنکھوں سے دیکھیں گے جو محض قبول صورت چہرے دیکھنے کی عادی ترین ہو چکی ہیں؟ کسے خبر کہ دیدِ لیلیٰ کے لیے ''کم سے کم'' دیدۂ قیس درکار ہو۔

نگاہِ قیسؔ سے دیکھو ہمیشہ لیلیٰ کو
صنم کسی کا بھی ہو، بے مثال ہوتا ہے

اور ہاں عین ممکن ہے کہ حُسنِ لیلیٰ، لیلیٰ کا حُسن نہ ہو بلکہ مجنوں کے شوقِ دیدار کا خورشید حُسنِ لیلیٰ کے آئینے میں سے منعکس ہوتا ہو۔ ایسے میں تو لیلیٰ صرف اُسی کو نظر آئے گی جو خود مجنوں ہو۔ چنانچہ بعید نہیں کہ باہر لیلیٰ ڈھونڈنے کی بجائے اپنے اندر مجنوں کو تلاشنا، تراشنا اور پال پوس کر جنونی بنانا ہی رُوحِ خِرد ہو۔

اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ میں اپنے ویب سائٹ پر آپ کے ایک ایک تبصرے کا خود مطالعہ کروں گا۔ آپ کی رائے اور محبت ہی میرا کل اثاثہ ہے۔ خوش رہیئے۔

شہزاد قیسؔ

لاہور

قلم کو بابِ تمنا پہ دَھر کے دیکھتے ہیں

قلم کو بابِ تمنا پہ دَھر کے دیکھتے ہیں
خُمِ **فرازؔ** سے اِک جام بھر کے دیکھتے ہیں

سفر کے تاروں نے کیا کُوچ کا بتانا تھا
کہ وُہ تو پیروں کو رَشکِ قمر کے دیکھتے ہیں

ہنر ملا ہے جنہیں شاعری کا ، اُن کا نصیب
کہ ہم تو معجزے خونِ جگر کے دیکھتے ہیں

ہر ایک ذات میں اُس کی کوئی نشانی ہے
کرشمے حُسن میں رَب کے ہُنر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اُس نے یوں اَنگڑائی لی کہ حسرت سے
پری جمال ، کمال اِک بشر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جب وُہ کبھی نچلا لب چباتے ہیں
تو پھول پنکھڑی کو دُہرا کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے کروٹیں گنتا ہے چاند ، راتوں کو
کئی ستارے تو چھت پر اُتر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے چال پہ ہے آنکھ ، راج ہنسوں کی
غزال کُوچۂ جاں سے گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بوند جو پانی کی لب کو چھُو کے گری
شراب خانے اُسے آہ بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے رُوپ کا دَرپن ہے رَقص کرتا کنول
حسین غنچے اُسے بن سنور کے دیکھتے ہیں

سنا ہے عید کا چاند اُن کی راہ تکتا ہے
خوشی کے دیپ ، قدم خوش نظر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بادَلوں پہ جب وُہ پاؤں دَھرتے ہیں
تو اَبر کو تو سمندر بپھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بس سے ہو باہر اَگر مسیحا کے
تو خاک قدموں کی تجویز کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے زینہ اُترتا ہے یوں وُہ مست غزال
کہ حرف چٹکلے زِیر و زَبر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ایک تو چوری کی اِملی کھاتے ہیں
زَباں پہ لیموں کی پھر بوند دَھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے آئینے سے خاصے بے تکلُفّ ہیں
سو ہم بھی دُوسری جانب اُتر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے فاختہ کے با اَدب ترانے پر
شجر رُکوع میں بھی دَم خم کمر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جگنو کوئی زُلف میں رہا شب بھر
ستارے نخرے اَب اُس مفت بر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے مورنی شاگردِ خاص ہے اُن کی
سو مور رَقص اُسی مست گر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جان کنی مشغلہ ہے ملکہ کا
اِسی بہانے ملاقات کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے دُھوپ میں بارِش ہے زُلف چہرے پر
خوشی سے اَبر اُسے ہر نگر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جل پری ، جلتی ہے اُن کے پیروں سے
گڑھے کو گالوں کے چکر بھنور کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جب کبھی آزادۂ قبا ہو نگار
نظر جھکا کے قبا، دیپ گھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے نُور کا ہالہ ہے بانکی نار پہ یوں
کہ دید خواہ تو بس اُس کو مر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے چُوڑیوں سے دِل کے تار بجتے ہیں
سنا ہے گھنگھرو کو نغمے ٹھہر کے دیکھتے ہیں

حیا کی برق دَرخشاں ہے شوخ آنکھوں میں
جواہرات کرشمے گہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے مندروں میں اِس لیے نہیں جاتے
کہ بُت بھی سجدے، مہابُت کو کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے دِیویاں اُس کی کنیزِ اَدنیٰ ہیں
خزینے پاؤں تلے خشک و تر کے دیکھتے ہیں

بتوں کا واسطہ دے کر پجاری پہنچے ہُوئے
غبارِ راہ سے دامن کو بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے شوخ ، خوشی سے جو کھکھلا اُٹھے
طلائی جھرنے ہنسی کو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

کلی پہ بیٹھی کسی تتلی پر جھکا ہے کوئی
اُجالے جلوے کسی بے خبر کے دیکھتے ہیں

پکار اُٹھتے ہیں یہ نقل ہے حنا کی مری
جو نقش غور سے تتلی کے پر کے دیکھتے ہیں

بدن کی چاندنی کو دُھوپ جب لگاتے ہیں
قمر مریخ کے ، ہالے کمر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے خوشبو کے تالاب میں نہا دھو کر
نسیمِ صبح کو تن زیب کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے خواب اُنہیں اِس لئے نہیں آتے
کہ خواب سب ہی کسی اَعلیٰ تر کے دیکھتے ہیں

جو خواب دیکھتے بھی ہیں تو صرف شیش محَل
سو خود بھی جلوے رُخِ فتنہ گر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے خوشبو کی بارِش ہے گُل بدن کا وُجود
گلاب راستے خوشبو کے گھر کے دیکھتے ہیں

لب اِتنے میٹھے کہ اَنگور اُن کو کھٹا کہیں
وُہ جب شراب کا اِک گھونٹ بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے شہد کی بوندوں کے چند پروانے
گلاس پر لگی سرخی پہ مر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے چاندنی سے وُہ حنا لگاتے ہیں
کلی چٹکنے کو پازیب کر کے دیکھتے ہیں

جو اُس کی ظاہری معصومیت پہ واریں دِل
تمام عمر ، ضرر ، بے ضرر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے غنچے کو بوسہ دِیا ہے خوش لب نے
تو ہم بھی وعدے سے اَپنے مکر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بوسے سے یہ کہہ کے جاں چھڑاتے ہیں
نہیں نہیں اَبھی سب پھول گھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے سامری بعد اَز ہزار جل تو جلال
طلائی بچھڑے کا دِل دان کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ہاتھ پہ جب تتلی وُہ بٹھاتے ہیں
عُقاب اَپنی قبائیں کُتر کے دیکھتے ہیں

حجاب زادی پہ خوشبو کا نُور اُترتا ہے
حریمِ حُسن ستارے سَحَر کے دیکھتے ہیں

وُہ جس پہ مرتا ہے آخر وُہ چیز کیا ہو گا
ہم اُس کے دِل میں کسی دِن اُتر کے دیکھتے ہیں

وُہ خواب ہے کہ فُسوں ، جن ، پری کہ جانِ جُنوں
سب اُس کے حُسن کو تھوڑا سا ڈَر کے دیکھتے ہیں

جلالِ حُسن پہ حیرت سے دَنگ اِہلِ سُخن
قلم زَمین پہ اِہلِ نظر کے دیکھتے ہیں

ہمیشہ زُعم سے اُس پر غزل شروع کی قیسؔ!
ہمیشہ بے بسی پہ ختم کر کے دیکھتے ہیں

ہاتھ سے تحریر شدہ شاعری کا تحفہ

ہر ماہ محدود تعداد میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی شاعری یا کتاب دوستوں کی خدمت میں قرعہ اندازی کے ذریعے پیش کی جاتی ہے۔اگر آپ یہ تحفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس ای میل پر رابطہ کیجیے

Gift@SQais.com

سودائی

اِس دَرجہ بے خودی میں مجھے مل گیا کمال
میں سال پوچھنے لگا تاریخ کی جگہ

اِذنِ رَبی سے جام چلتا ہے

اِذنِ رَبی سے جام چلتا ہے
حَشر تک اِہتمام چلتا ہے

جام سے پہلے جام چکھتے ہیں
جام کے بعد جام چلتا ہے

جَب تلک عام لوگ مرتے رہیں
تَب تلک قتلِ عام چلتا ہے

جان چھُوٹی نہ جان جانے سے
جِسم سے اِنتقام چلتا ہے

مَردِ دَرویش گر ٹھہر جائے !
اُس کی جانب مَقام چلتا ہے

ہرنیاں اُس پہ ناز کرتی ہیں
آہ ! کیا خوش خرام چلتا ہے

ساتھ اُن کے کنیز آئے گی
ساتھ میرے غلام چلتا ہے

دُنیا میں اور کچھ چلے نہ چلے
حُسن کا اِحترام چلتا ہے

حُسن دَھڑکن ہے رازِ ہستی کی
یہ چلے تو نظام چلتا ہے

اِک **حسینہؔ** نے شعر لکھے ہیں!
قیسؔ کا صرف نام چلتا ہے

کتاب خریدیئے

آپ میری کتاب لیلیٰ خریدنے کے لیے علم و عرفان پبلشرز۔ 40 الحمد مارکیٹ اردو بازار، لاہور تشریف لایئے یا گھر بیٹھے کیش آن ڈیلیوری کے لیے فون آرڈر کریں۔ قیمت 300 روپے بمعہ ڈاک خرچ۔ 144 صفحات۔ 330 گرام

Phone : 0092-42-37232336, 37352332

نوٹ: کچھ آٹو گرافڈ کاپیاں بھی موجود ہیں مگر ان کے لیے جلد آرڈر کیجیے

Buy my book "Laila" Visit Ilm-o-Irfan Publishers, 40-Alhamd Market Urdu Bazaar Lahore - Pakistan, 54000 or Order it on phone for home delivery. 144 Pages, 330 Grams, Price 300 Rs. (Including Postal Expenses(
Phone : 0092-42-37232336, 37352332
Note: For autographed copies order quickly

آنکھ بند کر کے لیجیے وہ کتاب
قیسؔ کا جس پہ نام ہے صاحب

کہا دَھڑکن، جگر، سانسوں کو تُم سے پیار ہے لیلیٰ

کہا دَھڑکن ، جگر ، سانسوں کو تُم سے پیار ہے لیلیٰ
کہا اِن ”اَدبی دَعوؤں“ سے بہت بیزار ہے لیلیٰ

کہا سُنیے! ہمارا دِل یہیں پر آج رَکھا تھا
کہا لو کیا تمہارے دِل کی ”ٹھیکے دار“ ہے لیلیٰ

کہا مجنوں کی چاہت نے تمھیں لیلیٰ بنا ڈالا
کہا مجنوں جُنونی کی تو خود معمار ہے لیلیٰ

کہا مجنوں نگاہیں پھیر لے تو کیا کریں گی جی؟
کہا مجنوں نہ کر پائے تو پھر بے کار ہے لیلیٰ

کہا پر ملکۂ حُسنِ جہاں تو اور کوئی ہے
کہا پردہ نشیں ہیں ، وَرنہ تو سردار ہے لیلیٰ

کہا یہ ہجر کی راتیں مجھے کیوں بخش دیں صاحب
کہا "شاعر بنانے کو" ، بہت فنکار ہے لیلیٰ

کہا اِن زاہدوں کو "کچھ" رِعایَت عشق میں دیجے
کہا حوروں کا نہ سوچیں تو "کچھ" تیار ہے لیلیٰ

کہا تنہا ملو ناں ، "صرف" کچھ غزلیں سنانی ہیں
کہا ہم سب سمجھتے ہیں ، بہت ہشیار ہے لیلیٰ

کہا کوہِ ہمالہ میں رَواں کر دُوں جو جُوئے شیر !
کہا وُہ شرطِ شیریں تھی ، کہیں دُشوار ہے لیلیٰ

کہا شمع ، پتنگے ، **قیسؔ** ، لیلیٰ میں ستم گر کون؟
کہا شمع بھی نوری ، نور کا مینار ہے لیلیٰ

شوخ رُخ پر حیا جھلملانے لگی

شوخ رُخ پر حیا جھلملانے لگی
زِندگی گیت خوشیوں کے گانے لگی

کورے کاغذ پہ لکھا جو نام آپ کا
کاغذی پھول سے خوشبو آنے لگی

عرش والوں نے چھوڑی کوئی پھلجھڑی
یا وُہ غنچہ دَہن مسکرانے لگی

میں تو ہم شہر ہونے پہ بے چین تھا
کل سے وُہ گھر میں بھی آنے جانے لگی

ایک دُنیا کو گڑیا پہ رَشک آ گیا
لیلیٰ سج دَھج کے گڑیا سجانے لگی

واہ چھن چھن پہ کر بیٹھا واحسرتا
وُہ قدم چپکے چپکے اُٹھانے لگی

چور زُلفوں کے تنکے سے پکڑا گیا
دِل چرا کر وُہ نظریں چرانے لگی

زُلف کا پھول اُس نے مجھے دے دِیا
عمر بھر کی اُداسی ٹھکانے لگی

پھول توڑے بنا اُس پہ لب رَکھ دِیئے
چاہنے کا قرینہ سکھانے لگی

قیسؔ کل شب ملایا اُنہیں چاند سے
چاندنی اُن سے شہ مات کھانے لگی

زَر پرستی حیات ہو جائے

زَر پرستی حیات ہو جائے
اِس سے بہتر وَفات ہو جائے

پھر میں دُنیا میں گھوم سکتا ہوں
جسم سے گر نجات ہو جائے

ایک دیوی کی آنکھ ایسے لگی
جیسے مندر میں رات ہو جائے

دِل کسی کھیل میں نہیں لگتا
جب محبت میں مات ہو جائے

بُت شِکن کیا بگاڑ سکتا ہے؟
دِل اَگر سومنات ہو جائے

کتنے بیمارِ عشق بچ جائیں!
حُسن پر گر زَکات ہو جائے

آپ دِل چور ہو ، ہم اِہلِ دِل
وَقت دو ، واردات ہو جائے

محورِ عشق سے ذِرا سا ہٹے
مُنتَشِر کائنات ہو جائے

آنکھ پڑھنا جسے بھی آ جائے
ماہرِ نفسیات ہو جائے

عکسِ لیلیٰ سے **قیسؔ** بات تو کر!
عین ممکن ہے ، بات ہو جائے

اِنتخاب

وُہ عام لوگوں پہ نظرِ کرم نہیں کرتے
کہ جس کو دیکھ لیں وُہ عام کب رہا صاحب

جس شب وُہ شوخ گُل مرا مہمان بن گیا

جس شب وُہ شوخ گُل مرا مہمان بن گیا
میں خود غریب خانے کا دَربان بن گیا

سنجیدگی کی چہرے پہ چادَر تو تان لی
پر دِل ہی دِل میں آخری شیطان بن گیا

میری شریر نظروں کی پرواز تھی بلند
دیکھا جو اُس نے گھور کے اِنسان بن گیا

چومی ہُوئی کلی جو اُسے چومنے کو دی
شرم و حیا کا رُخ پہ گلستان بن گیا

شوخی سے بولے لکھو غزل ہاتھ چوم کر
پر لکھتے لکھتے حُسن کا دیوان بن گیا

سجدہ کرا کے مجھ سے پڑھی خود نمازِ شکر
کافِر بنا کے مجھ کو مسلمان بن گیا

اِک مہ جبیں کے "پاؤں" پہ بیعت کا ہے اثر
ہر شوخ حُسن میرا قدَر دان بن گیا

پازیب دِن میں ڈُھونڈ کے لوٹانے جب گیا
وُہ چونکا ایک پل کو پھر اَنجان بن گیا

پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہیں وُہ اَپنی شرارتیں
میرا کلام حُسن کی مسکان بن گیا

اُس اَپسرا نے جونہی خریدی مری کتاب
شہزاد **قیسؔ** ذوق کی پہچان بن گیا

بے نقاب اُس نے جب جمال کیا

بے نقاب اُس نے جب جمال کیا
سب کی آنکھوں کو یرغمال کیا

صرف اِک جان ہی تو مانگی تھی
ہم نے دے دی تو کیا کمال کیا

آئینے نے مزاج پوچھ لیا
آپ کے ہجر نے وُہ حال کیا

میں نے پل بھر میں راستہ بدلا
اور پھر عمر بھر ملال کیا

عید پر آنے والے کیا جانیں
کس نے کیسے بسر یہ سال کیا

ہجر کا تیر جان لیوا ہے
آپ نے کون سا خیال کیا

دُشمنوں نے تو صرف زَخم دیئے
دوستوں نے نمک حلال کیا

اُس کی آنکھیں زَمیں میں گڑ سی گئیں
میری آنکھوں نے جب سوال کیا

اَب کوئی دَرد ، دَرد لگتا نہیں
ایک بے دَرد نے کمال کیا

قیسؔ دیوان کامیاب رَہا
رابطہ اُس نے کچھ بحال کیا

محبت اِک سمندر ہے، ذِرا سے دِل کے اَندر ہے

محبت اِک سمندر ہے، ذِرا سے دِل کے اَندر ہے
ذِرا سے دِل کے اَندر ہے مگر پورا سمندر ہے

محبت رات کی رانی کا ، ہلکا سرد جھونکا ہے
محبت تتلیوں کا ، گُل کو چھُو لینے کا منظر ہے

محبت باغباں کے ہاتھ کی مِٹّی کو کہتے ہیں
رُخِ گُل کے مطابق خاک یہ سونے سے بہتر ہے

جہانِ نو ، جسے محبوب کی آنکھوں کا حاصل ہو
فقیہہِ عشق کے فتوے کی رُو سے وُہ سکندر ہے

نہیں ترتیبِ آب و خاک و باد و آگ سے جیون
ظَہُورِ زِندگانی کو ، محبت اَصل عُنصر ہے

کوئی دُنیا میں نہ بھی ہو ، پہنچ میں ہے محبت کی
بدن سے ماوَرائی ہے ، محبت رُوح پرور ہے

محبت ہے رَمی شک پر ، محبت طوفِ محبوبی
صفا ، مروہ نے سمجھایا ، محبت حجِ اَکبر ہے

محبت جوئے شیرِ کُن ، محبت سلسبیلِ حق
محبت اَبرِ رَحمت ہے ، محبت حوضِ کوثر ہے

اَگر تم لوٹنا چاہو ، سفینہ اِس کو کر لینا
اَگر تم ڈُوبنا چاہو ، محبت اِک سمندر ہے

سنو شہزاد **قیسؔ** آخر ، سبھی کچھ مٹنے والا ہے
مگر اِک ذات جو مشکِ محبت سے معطر ہے

کن خیالوں میں آپ رہتے ہیں؟

کن خیالوں میں آپ رہتے ہیں؟
اَب "سمندر" بھی اُلٹے بہتے ہیں

آپ کے بعد بھی رہے زِندہ
غالباً اِس کو جبر کہتے ہیں

دَھڑکنوں کی جگہ پہ اَب دِل میں
غم خوشی سے اُچھلتے رہتے ہیں

خون رونے کی لاکھ کی کوشش
آنکھ سے صرف اَشک بہتے ہیں

ٹھنڈا پانی پئیں گھڑے کا جناب!
حُسن کو بے وَفا جو کہتے ہیں

زِندگی اِک ٹرین ہے بھائی!
لوگ چڑھتے ، اُترتے رہتے ہیں

فائدہ کیا ہے نوکروں کا بھلا
غم تو سب اَپنا اَپنا سہتے ہیں

پہلے رونے سے دائمی چُپ تک
اِس بدن میں زَمانے رہتے ہیں

پیار کی پیاس، اَصل پیاس ہے دوست
چشمے پانی کے ، لاکھوں بہتے ہیں

لیلیٰ لیلیٰ ہو لب پہ موت تلک!
کوّے تب **قیسؔ قیسؔ** کہتے ہیں

سخاوت

میں نے ڈَر ڈَر کے اِک سوال کیا
اُس نے بانہوں کو ہنس کے کھول دِیا

حشر میں ڈُھونڈ کے اُن کو کہا آداب جناب

حشر میں ڈُھونڈ کے اُن کو کہا آداب جناب
خوب آنچل کو نہ پا کر ہُوئے آب آب جناب

آپ کے منہ سے تو جھڑنے لگے گُل گالی کے
ہم کسی اور کو بتلائیں گے یہ خواب جناب

حشر سے بھی ہے فزوں ، کُوچۂ لیلیٰ کا جُنوں
قتل ہوتے ہیں کہاں حشر میں اِحباب جناب

زِندہ رہنے کا اُسے کوئی اَدھیکار نہیں
مجنوں گر لیلیٰ کی خاطر نہ ہو بے تاب جناب

حُسن والوں سے کوئی جنگ کہاں جیتا ہے
حُسن کے پاؤں پڑے رُستم و سہراب جناب

گُل مہکنے سے ہے شاداب چمن ہستی کا
کس کی خوشبو نے کیے گُل سبھی شاداب جناب

چاند کو ڈُھونڈنے ہم سارے نکلتے ہیں مگر
ڈُھونڈنے کس کو نکلتا ہے یہ مہتاب جناب

آپ پہ لکھ دُوں میں دیوان مگر دیکھوں تو
منہ زَبانی تو میں لکھتا نہیں اِک باب جناب

آپ "تم جیسے" ہمیں شوق سے کہیے لیکن
ہو نہ جائیں کہیں ہم جیسے بھی نایاب جناب

قیسؔ نے چاہا تمہیں ، جُرم کیا ، مان لیا
جُرم کے کس نے مہیا کئے اَسباب جناب!

کیا آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں؟

میرا ٹوئٹر اکاؤنٹ بہت زیادہ ایکٹو ہے۔ روزانہ تازہ اشعار کے ساتھ ساتھ مکمل غزلیات بطور الگ الگ اشعار ٹوئٹر پر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگر آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں تو میرے اس ٹوئٹر ہینڈل سے منسلک ہو سکتے ہیں۔

Twitter.com/ShahzadQais

شرارت کے صحیفے کا، غَضب کردار ہے لیلیٰ

شرارت کے صحیفے کا ، غَضب کردار ہے لیلیٰ
نرے شمشیر زَن! ، معصومیت کا وار ہے لیلیٰ

یہ جب لہرا کے چلتی ہے تو کلیاں رَقص کرتی ہیں
غُرورِ حُسن کے جبروت کا اِظہار ہے لیلیٰ

گھٹا ، گیسو ، دَھنک ، اَبرُو ، گُہر ، آنسو ، کلی ، خوشبو
حیا کی پاک جمنا ، رُوح کا سنسار ہے لیلیٰ

ہنسے رِم جھِم ، چلے چھم چھم ، کہے ہر دَم ، سنے کم کم
سُروں کی راجدھانی ، جھرنوں کی جھنکار ہے لیلیٰ

کوئی "بھنورا" گیا خوشبو چُرانے ، ہوش کھو بیٹھا
کہے ، میں گُل سمجھتا تھا مگر گُل زار ہے لیلیٰ

چھری خربوزے پہ گرنے کی ضربُ المثل دے بیٹھا
چھری خود کو سمجھ کر لڑنے کو تیار ہے لیلیٰ

حلف شمع اُٹھاتی ہے ، طوافِ لیلوی کر کے
پتنگوں کے فنا ہونے میں حصے دار ہے لیلیٰ

جھلک پوری دِکھا دے ، تو سبھی دیوانے مر جائیں
خُدا خوفی کے جذبے سے ، بہت سرشار ہے لیلیٰ

خبر ہے اِس کو دیوانہ ، خرد کو کھو بھی سکتا ہے
سَرِ بازار ملتی ہے ، بہت ہُشیار ہے لیلیٰ

صبا کُوئے وَفا سے ، **قیسؔ** کا پیغام نہ لائی
یہ تتلی "سب" سمجھتی ہے، کہ کیوں بیمار ہے لیلیٰ

رُکو تو تم کو بتائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

رُکو تو تم کو بتائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں
کلی اَکیلے اُٹھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

کہا طبیب نے ، گر رَنگ گورا رَکھنا ہے
تو چاندنی سے بچائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ بادلوں پہ کمر "سیدھی" رَکھنے کو سوئیں
کرن کا تکیہ بنائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ نیند کے لیے شبنم کی قرص بھی صاحب
کلی سے پوچھ کے کھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

بدن کو دیکھ لیں بادل تو غسل ہو جائے
دَھنک سے خشک کرائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

سیاہی شب کی ہے چشمِ غزال کو سُرمہ
حیا کا غازہ لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ دو قدم چلیں پانی پہ ، دیکھ کر چھالے
گھٹائیں گود اُٹھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

کلی جو چٹکے تو نازُک ترین ہاتھوں سے
وُہ دونوں کان چھپائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

سریلی فاختہ کُوکے جو تین مُلک پرے
شکایت اُس کی لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

پسینہ آئے تو دو تتلیاں قریب آ کر
پروں کو سُر میں ہلائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

ہَوائی بوسہ دِیا پھول نے ، بنا ڈِمپل
اُجالے ، جسم دَبائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ گھپ اَندھیرے میں خیرہ نگاہ بیٹھے ہیں
اَب اور ہم کیا بجھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ گنگنائیں تو ہونٹوں پہ نیل پڑ جائیں
سخن پہ پہرے بٹھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ زیورات کی تصویر ساتھ رَکھتے ہیں
یا گھر بلا کے دِکھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

کبوتروں سے کراتے تھے بادشاہ جو کام
وُہ تتلیوں سے کرائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ پانچ خط لکھیں تو "شکریہ" کا لفظ بنے
ذِرا حساب لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

گواہی دینے وُہ جاتے تو ہیں پر اُن کی جگہ
قسم بھی لوگ اُٹھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

بس اِس دلیل پہ کرتے نہیں وُہ سالگرہ
کہ شمع کیسے بجھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ سانس لیتے ہیں تو اُس سے سانس چڑھتا ہے
سو رَقص کیسے دِکھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

شراب پینا کجا ، نام جام کا سن لیں
تو جھوم جھوم سے جائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

نزاکت ایسی کہ جگنو سے ہاتھ جل جائے
جلے پہ خوشبو لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

گھروندے ریت سے ساحل پہ سب بناتے ہیں
وُہ بادلوں پہ بنائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

جلا کے شمع وُہ جب غُسل آفتاب کریں
سفیدی رُخ پہ لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

شکار کرنے کو جانا ہے ، کہتے جاتے ہیں
پکڑنے تتلی جو جائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

شکاریوں میں اُنہیں بھی جو دیکھیں زَخمی شیر
تو مر تو شرم سے جائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

اُٹھا کے لاتے جو تتلی تو موچ آ جاتی
گھسیٹتے ہُوئے لائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

کلی کو سونگھیں تو خوشبو سے پیٹ بھر جائے
مزید سونگھ نہ پائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

غلام چٹکی نہ سننے پہ مرتے مرتے کہیں
خدارا تالی بجائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

نکاح خوان کو بس "ایک" بار وَقتِ قُبول
جھکا کے پلکیں دِکھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

ہر ایک کام کو "مختارِ خاص" رَکھتے ہیں
سو عشق خود نہ لڑائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

اُتار دیتے ہیں بالائی ، سادہ پانی کی
پھر اُس میں پانی ملائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ دَھڑکنوں کی دَھمک سے لرزنے لگتے ہیں
گلے سے کیسے لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ سیر ، صبح کی کرتے ہیں خواب میں چل کر
وَزن کو سو کے گھٹائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وَزن گھٹانے کا نسخہ بتائیں کانٹوں کو
پھر اُن کو چل کے دِکھائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

حنا لگائیں تو ہاتھ اُن کے بھاری ہو جائیں
سو پاؤں پر نہ لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

وُہ تِل کے بوجھ سے بے ہوش ہو گئے اِک دِن
سہارا دے کے چلائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

کل اَپنے سائے سے وُہ اِلتماس کرتے تھے
یہاں پہ رَش نہ لگائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

تھکن سے چُور وُہ ہو جاتے ہیں خدارا اُنہیں
خیال میں بھی نہ لائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

پری نے ہاتھ سے اَنگڑائی روک دی اُن کی
کہ آپ ٹُوٹ نہ جائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

غزل وُہ پڑھتے ہی یہ کہہ کے **قیسؔ** رُوٹھ گئے
کہ نازُکی تو بتائیں ، وُہ اِتنے نازُک ہیں

ٹیکسٹ فائلیں ڈاؤن لوڈ کیجیے

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں میری شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے یہ میری تمام کتب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائلیں موجود ہیں۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

حسب فرصت ملاحظہ کیجیے۔

لیلیٰ	http://SQais.com/QaisLaila.html
دِسمبر کے بعد بھی	http://SQais.com/QaisDecember.html
تتلیاں	http://SQais.com/QaisTitliyan.html
عید	http://SQais.com/QaisEid.html
غزل	http://SQais.com/QaisGhazal.html
عرفان	http://SQais.com/QaisIrfan.html
انقلاب	http://SQais.com/QaisInqilab.html
وُہ اِتنا دِلکش ہے	http://SQais.com/QaisDilkash.html
نمکیات	http://SQais.com/QaisNamkiyaat.html
نقشِ ہفتم	http://SQais.com/QaisNaqsh.html
اِلہام	http://SQais.com/QaisIlhaam.html
شاعر	http://SQais.com/QaisShayer.html
ایک شعر	http://SQais.com/QaisShair.html
ایک سواسی	http://SQais.com/Qais180.html

تشخیص

یہ طبیبوں کے بس کی بات نہیں
آپ کا مسئلہ محبت ہے

اَللہ اَللہ جمال اُن کا ہے

اَللہ اَللہ جمال اُن کا ہے
حُسن ، کومل کمال اُن کا ہے

شَہد ، بادَل ، صراحی ، جھیل ، کنول
جو بھی اَچھا ہے مال اُن کا ہے

دِل میں گو کہ خیال لاکھوں ہیں
سب سے اُونچا خیال اُن کا ہے

اُن کا اِک بال بھی گو میرا نہیں
پر مرا بال بال اُن کا ہے

آخری سال میرا یہ ہو گا
سولھواں چونکہ سال اُن کا ہے

دِل، جگر، جاں ہے میری اُن کے پاس
میرے پاس اِک رُومال اُن کا ہے

آگ بھڑکاتا ہے تجسس کی
پردہ ”دَرپردہ“ جال اُن کا ہے

دوستو! بن مُبالغے کے سنو
آفتاب ایک خال اُن کا ہے

وہ اَداؤں کے پیر و مرشِد ہیں
منتظِر ہر غزال اُن کا ہے

حُسنِ بندش کی اَوج سیکھو **قیسؔ**
شَہر بھر یرغمال اُن کا ہے

جب دو دِلوں کے بیچ میں دیوارِ چین ہو

جب دو دِلوں کے بیچ میں دیوارِ چین ہو
اِک دُوسرے کی بات کا کیسے یقین ہو

کچھ اِعتماد کر تو کروں گفتگو شروع
بنیاد رَکھنے کے لیے کچھ تو زَمین ہو

دِل کا حرم ، کِرائے کا کمرہ نہیں جناب!
اِس گھر کے آپ اَوّل و آخر مکین ہو

چہرہ دَھنک کے رَنگ کو شرما رَہا ہے تم
رِفعت کے آسمان کی زُہرہ جبین ہو

سانسوں میں تیرے نام کی خوشبو تک آ بسی
رُوحِ گلاب تجھ پہ ہزار آفرین ہو

آمد سے ایک حُور کی ایسے بدل گیا
جیسے یہ گھر زَمین پہ خلدِ برین ہو

پاؤں کو چومنے کی اِجازت فقط ملی!
پھر کیا ہُوا یہ سوچ لو ، تم تو ذَہین ہو

کس سے کریں شکایتیں ہم اہلِ حُسن کی
جب "حُسنِ بے مثال" ہی مسند نشین ہو

چہرے کی خیر ، اِس پہ نشیب آ بھی سکتا ہے
دِل دیجیے اُسی کو جو دِل کا حسین ہو

جب **قیسؔ** آئینہ بھی اُنہیں ڈانٹنے لگا
بانہوں میں تھام کر کہا : "دِلکش ترین ہو"!

اِسی سہارے پہ دِن ہجر کا گزارا ہے

اِسی سہارے پہ دِن ہجر کا گزارا ہے
خیالِ یار ، ہمیں یار سے بھی پیارا ہے

صبا کا ، اَبر کا ، شبنم کا ہاتھ اَپنی جگہ
کلی کو پھول نے جھک جھک کے ہی نکھارا ہے

کسی کے ہاتھ پہ منہدی سے دِل بنا دیکھا
میں یہ بھی کہہ نہ سکا یہ تو دِل ہمارا ہے

نقاب پالکی میں بھول آئے کیوں حضرت
تمام شہر نے کیا آپ کا بگاڑا ہے

تم آسماں پہ نہ ڈُھونڈو سیاہ بدلی کو
کسی نے ہاتھ سے گیسو ذِرا سنوارا ہے

چلو بہارِ چمن لے کے گھر کو لوٹ چلیں
دَھنک کی لَے میں کسی شوخ نے پکارا ہے

یہ ہاتھ چھوڑنے سے پیشتر خیال رہے
خدا کے بعد فقط آپ کا سہارا ہے

جو عمر بیت چکی وُہ حسابِ ہجر میں لکھ
جو سانس باقی ہے دُنیا میں وُہ تمہارا ہے

گھٹا ، صراحی ، دَھنک ، جھیل ، پنکھڑی ، شبنم
بدن ہے یا کسی شاعر کا اِستعارہ ہے

صنم کو دیکھ کے ، کچی کلی نے "کھُل" کے کہا:
"بہت ہی اُونچی جگہ **قیسؔ** ہاتھ مارا ہے"

حُسن کے ناز ، شب اُٹھائے بہت

حُسن کے ناز ، شب اُٹھائے بہت
کھٹا ، میٹھا وُہ مسکرائے بہت

ساری دُنیا سے مشورہ نہ لو
عقل والو! ہے دِل کی رائے بہت

اُس گھڑی خوب لاجواب ہُوئے
بعد میں تو جواب آئے بہت

ٹس سے مس نہ ہُوئی اُداس فَضا
تازہ پھولوں کو گھر میں لائے بہت

چُلّو بھر اَشکوں کی ضَرورَت تھی
آبِ زَم زَم سے تو نہائے بہت

صرف چِنگاریاں ہی پیدا ہُوئیں
گیت ، پتھر نے گنگنائے بہت

سائے کا کام پیچھے چلنا ہے
آدمی کوئی کوئی ، سائے بہت

چڑھتے سورج کے کچھ پجاری دوست
آج کرتے ہیں ہائے ہائے بہت

عشق نہ ہونا تھا اُسے ، نہ ہُوا
شعر ، ہر رَنگ کے سنائے بہت

بے وَفا کا اُدھار نہ رَکھا
قیسؔ! ہم نے حسیں رُلائے بہت

اُجالا پنکھڑی کا ، دیپ کی مہکار ہے لیلیٰ

اُجالا پنکھڑی کا ، دیپ کی مہکار ہے لیلیٰ
کرشماتی چمن آرائی کا گلزار ہے لیلیٰ

کلی میں گھس کے سوتی ہے ، محبت کی مہارانی
اُٹھے تو پھول کھلتے ہیں ، غضب گلنار ہے لیلیٰ

صبا، زُلفوں میں اُنگلی پھیر کر ، کہتی ہے"اُٹھیں بھی"
رُخِ دِلکش دُھلے شبنم سے تو تیار ہے لیلیٰ

اُسے بیدار ہوتا دیکھ کر جھرنے نے دُھن بدلی
سریلی فاختہ کُوکی ، تمھی سے پیار ہے لیلیٰ

اُٹھا کر خوش نما تتلی ، سجا لی زُلفِ عنبر میں
کلی ہونٹوں پہ پھیری ، واہ کیا سنگھار ہے لیلیٰ!

گلابی گال یوں خوشبو نے چومے ہیں محبت سے
حیا کی لال لالی سے دَھنک رُخسار ہے لیلیٰ

پتنگے گر خبر لاتے تو اُن کے پر نہ جل جاتے!
مجھے تتلی نے بتلایا کہ خوشبودار ہے لیلیٰ

یہ جگنو نغمہ گر ہیں کان میں یا گوشوارے ہیں
یہ قلبی نُور ہے یا چاندنی کا ہار ہے لیلیٰ

کنیزیں تتلیاں اِس کی ، نگہبانی کو غنچے ہیں
رُکوع میں جھک گئے ہیں گُل ، سَرِ دَربار ہے لیلیٰ

غزل کے پیراہن میں **قیسؔ** نے چٹکی بھری دِل پر
غرور و آہ پرور مستی سے سرشار ہے لیلیٰ

ہئیر ڈَریسر

سُخن وَری سے تھا بہتر ، تراشتے گیسو
وُہ چل کے آتے بھی خود ، سر جھکا کے بیٹھتے بھی

اس کتاب کا مکمل متن حاصل کریں

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں یہ شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے اس کتاب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائل موجود ہے۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

SQais.com/QaisLaila.html

حُسن والے وُہ کام کرتے ہیں

حُسن والے وُہ کام کرتے ہیں
لفظ جھک کر سلام کرتے ہیں

عُمر بھر یہ غلام نہ سمجھا!
آپ کیسے غلام کرتے ہیں؟

خوش نصیبی گُلوں پہ ختم ہُوئی
اُن کی زُلفوں میں شام کرتے ہیں

’با اَدب ، با ملاحظہ‘ گھر میں
اَب! کبوتر قیام کرتے ہیں

فتویٰ تعبیر پر ہے لاگو حضور!
خواب کو کیوں حرام کرتے ہیں؟

جام تو توڑ بیٹھے منبر پر
اَب سَبُو کو اِمام کرتے ہیں

قصہ ٔ عشق آگے بڑھ نہ سکا
وُہ میرا ”اِحترام“ کرتے ہیں

’’ ’چار خانے‘‘ بنائے بیٹھا ہے؟
دِل! ترا اِنتظام کرتے ہیں!

سب شروع کرتے ہیں بنامِ خدا
ہم خدا پر تمام کرتے ہیں

بن ملے جن سے **قیسؔ** عشق ہُوا!
یہ غزل اُن کے نام کرتے ہیں

کرم

تُو اَپنی بارگاہ میں مُجھ کو بُلند رَکھ
دُنیا گرائے نظروں سے یا آسمان سے

مایوس ہونا لگتا ہے معیوب بھی مجھے

مایوس ہونا لگتا ہے معیوب بھی مجھے
دِل دے دِیا تو دے گا وُہ محبوب بھی مجھے

سترہ کتابیں اور تمہارا وُہ ایک خط
اے جانِ جاں سکھاؤ یہ اُسلوب بھی مجھے

لکھا تو جیسے دِل پہ قلم رَکھ کے لکھ دِیا
حیرت میں غرق کر گیا مکتوب بھی مجھے

کر دیں جو رُونمائی تو کیا بات ہے جناب
ویسے تو یہ تڑپنا ہے مرغوب بھی مجھے

آنچل کے سائبان میں آنے کی راہ دو
پردہ نشیں ہو تو کرو محجوب بھی مجھے

مرشِد نے ایک آنکھ سے دیکھا تھا ایک بار
مرشِد سمجھنے لگ گئے مجذوب بھی مجھے

نظریں جھکائیں یوں کہ میں جھکتا چلا گیا
غالب بنا کے کر لیا مغلوب بھی مجھے

شبنم سے ہر گلاب پہ لکھ دُوں صنم کا نام
پر اُن کو مخفی رَکھنا ہے مطلوب بھی مجھے

اُس حُسن کے بغیر ہی کٹنی ہے گر حیات
مولا عطا ہو طاقتِ اَیوب بھی مجھے

مُنکِر ہے گرچہ پیار کا وُہ صاف صاف **قیسؔ**
بینَ السُطور رَکھتا ہے مصلوب بھی مجھے

چاند پر اِک مے کدہ آباد ہونا چاہیے

چاند پر اِک مے کدہ آباد ہونا چاہیے
یا محبت کو یہیں آزاد ہونا چاہیے

قاضیء مِحشَر! تری مرضی ، ہماری سوچ ہے
ظالموں کو دُنیا میں برباد ہونا چاہیے

رُوح کے بے رَنگ اُفق پر ، رات بھر گونجی ندا
دِل پرندہ ، فکر سے آزاد ہونا چاہیے

خواہشِ جنت میں کرتے ہیں جو زاہد نیکیاں
نام اُن کا "متقی شدّاد" ہونا چاہیے

خوبصورت تتلیوں نے کھول کر رَکھ دی کتاب
غنچوں کی جانب سے کچھ اِرشاد ہونا چاہیے

عشق کی گیتا کے "پچھلے" نسخوں میں یہ دَرج تھا
طالبانِ حُسن کو فولاد ہونا چاہیے

وَصلِ شیریں تو خدا کی مرضی پر ہے منحصر
عاشقوں کو محنتی فرہاد ہونا چاہیے

نامور عُشاق کی ناکامی سے ثابت ہُوا
عشق کے مضمون کا اُستاد ہونا چاہیے

خون سے خط لکھ تو لُوں پر پیار کے اِظہار کا
راستہ آسان تر ایجاد ہونا چاہیے

علم کا اَنبار راہِ عشق میں بے کار ہے
قیسؔ کو بس لیلیٰ کا گھر یاد ہونا چاہیے

وُہ آئے تو لب پر سوال آ گیا

وُہ آئے تو لب پر سوال آ گیا
اَجی آج کیسے خیال آ گیا

تم آئے کہ خوشیوں پہ عید آ گئی
تم آئے کہ خنداں ہلال آ گیا

رُکوع دَر رُکوع پھول جھُکنے لگے
خِراماں خِراماں غزال آ گیا

تعجب سے رُکنے لگیں تتلیاں
رُخِ یار پر وُہ جمال آ گیا

بہار اُن پہ جونہی چڑھی سولہویں!
نُجومی پکارا وُہ سال آ گیا

پڑھا دیکھ کر اُن کو لاحول کیوں
اَرے زاہدو! کیا خیال آ گیا؟

حیا سرخ گالوں پہ اِتنی سجی
کہ قوسِ قُزح پر زَوال آ گیا

جو ڈالی فقط طائرانہ نظر
حسینہ کے رُخ پر جلال آ گیا

وُہ غصے میں اَب قتل کرتے نہیں
طبیعت میں کچھ اِعتدال آ گیا

دَرِ حُسن پر سر جھکاتے ہی **قیسؔ**
ہمارے قلم پر کمال آ گیا

محور

عشق نے آسان کر دی کُل حیات
اَب فقط خوش رَکھنا ہے اِک شخص کو

خوشبوؤں کے کنول جلاؤں گا

خوشبوؤں کے کنول جلاؤں گا
سیج تو چاند پر سجاؤں گا

تُو شریکِ حیات بن جائے
پیار کی مملکت بناؤں گا

تھام لے ہاتھ میرا وعدہ ہے
تیری پازیب تک دَباؤں گا

تُو کرم ماں کے بھول جائے گی
میں ترے اِتنے ناز اُٹھاؤں گا

تیرے گُل رُخ کی تازگی کے لیے
شبنمی گیت گنگناؤں گا

خانقاہوں کے بعد تیرے لیے
مندروں میں دِیئے جلاؤں گا

مانگ تیری دَرخشاں رَکھنے کو
کہکشائیں بھی توڑ لاؤں گا

دِل کی رانی ہے ، نوکرانی نہیں
اَپنے گھر والوں کو بتاؤں گا

تیرے گھر والے روز آئیں گے
اُن سے یوں رابطہ بڑھاؤں گا

گھر سے میں سیدھا جاؤں گا دَفتر
اور دَفتر سے گھر ہی آؤں گا

یاروں کے طعنے بے اَثر ہوں گے
میں ترے ساتھ کھانا کھاؤں گا

چاندنی شب میں من پسند غذا
لقمہ لقمہ تجھے کِھلاؤں گا

کاسۂ آب پہلے دُوں گا تجھے
پیاس میں بعد میں بجھاؤں گا

بھول جائے گی گھر کی اُکتاہٹ
شب تجھے اِس قدَر گھماؤں گا

ویسے بھر آئے دِل تو رو لینا
سوچ بھی نہ کہ میں ستاؤں گا

گر خطا تجھ سے کوئی ہو بھی گئی
دیکھ کر صرف مسکراؤں گا

چند لمحے خفا ہُوئے بھی اَگر
وعدہ ہے پہلے میں مناؤں گا

رات بارہ بجے تُو سوئے اَگر
دِن کے بارہ بجے جگاؤں گا

جل گئی ہنڈیا گر کبھی تجھ سے
اَگلے دِن کھانا میں بناؤں گا

بیٹیاں ہوں یا بیٹے رَب کی عطا
دونوں کو پلکوں پر بٹھاؤں گا

کان پہ تکیہ رَکھ کے سو جانا
میرے بچے ہیں ، میں سلاؤں گا

شکوہ تجھ سے کروں گا خلوت میں
سامنے سب کے گُن میں گاؤں گا

فیصلے ہم کریں گے مل جل کر
حکم حاکم نہیں چلاؤں گا

زَن مریدی کا طعنہ جوتی پر
مرد بن کر وَفا نبھاؤں گا

ایک دِن تیرا ایک دِن میرا
ٹی وی پر قبضہ نہ جماؤں گا

تیرا کیا واسطہ سیاست سے
بور خبریں نہیں سناؤں گا

مجھ کو حیرت ہے تُو نے سوچا کیوں
شادی کا دِن میں! بھول جاؤں گا؟

جگ منائے گا عید ، دیکھ کے چاند
میں تجھے دیکھ کر مناؤں گا

بن کہے تیری بات سمجھوں گا
بن کہے دَرد جان جاؤں گا

علم ، طاقت ، کمائی ، عقل ، جمال
ایک بھی رُعب نہ جماؤں گا

جب کوئی کھیل کھیلیں گے ہم تم
سوچ کر کچھ میں ہار جاؤں گا

اَپنی ہر کامیابی کا سہرا
میں ترے سر پہ ہی سجاؤں گا

گر کبھی ایک کو بچانا ہُوا
ڈُوب کر بھی تجھے بچاؤں گا

میں فقط تجھ پہ آنکھ رَکھوں گا
میں فقط تجھ سے دِل لگاؤں گا

زَخم اور تلخی کے سوا جاناں
تجھ سے میں کچھ نہیں چھپاؤں گا

حُسن کے ڈَھلنے کی تُو فکر نہ کر
آخری سانس تک نبھاؤں گا

ہجر تقدیر نے اَگر لکھا
صرف ہلکا سا یاد آؤں گا

میری حوریں کنیز ہوں گی تری
بن ترے میں اِرم نہ جاؤں گا

تُو فقط پڑھ کے اِتنی خوش نہ ہو
میں تجھے کر کے یہ دِکھاؤں گا

اور کیا چاہیے ثبوتِ خلوص
قیسؔ کی ہر غزل سناؤں گا

غزل ہے صرف کوشش اور اِک شہکار ہے لیلیٰ

غزل ہے صرف کوشش اور اِک شہکار ہے لیلیٰ
کمالِ حُسنِ تخلیقات کا سنسار ہے لیلیٰ

چراغِ مُصحفِ رُخ ، معجزہ ہے حُسنِ حیرت کا
اَلف لیلیٰ ہو کوئی ، مرکزی کردار ہے لیلیٰ

ہزاروں تتلیاں لیلیٰ پکڑنے پیچھے چل نکلیں
ذِرا سا دُور سے ، چلتا ہُوا گلزار ہے لیلیٰ

جو مل بیٹھے یہ غنچوں میں تو اُن کا حُسن بڑھ جائے
شِگُوفے جاں چھڑکتے ہیں ، چمن کا پیار ہے لیلیٰ

ذِرا سی قوس رُخ کی رِہ گئی پردے سے شب باہر
ہلالِ عید بولا چاند کا دیدار ہے لیلیٰ

سنا ہے غنچے کو بوسے سے اِک دِن روک نہ پائی
سنا ہے اُس گھڑی سے ، محوِ اَستغفار ہے لیلیٰ

چلے تو نرم جھٹکا ہر کلی کے دِل کو لگتا ہے
رُکے تو جل پری کو حُسن کا مینار ہے لیلیٰ

چرا لی پھول نے خوشبو ، حنا کا حُسن تتلی نے
چمن کی دِلنشیں دَھڑکن کی پالن ہار ہے لیلیٰ

قصیدہ عمر بھر لکھوں ترا تو کچھ بھی نہ لکھا
کہ تو لاکھوں جنم تعریف کی حق دار ہے لیلیٰ

غُرورِ حُسن ہے اِس شعر پڑھنے والی کو جو **قیسؔ**
تو شاید زُعم ہو کہ میری تو سردار ہے لیلیٰ

حُور دُنیا میں ملی تھی ، پر مری مانے گا کون

حُور دُنیا میں ملی تھی ، پر مری مانے گا کون
جنت اَپنے گھر میں ہی تھی ، پر مری مانے گا کون

غنچے اُڑتے پھر رہے تھے روشنی میں اَبر کی
چاندنی خوشبو بھری تھی ، پر مری مانے گا کون

خوشنما ، قوسِ قُزح تھی ، جگنوؤں کے جسم پر
تتلیوں میں روشنی تھی ، پر مری مانے گا کون

ریت کی برکھا میں ڈھل کے ، کِھل اُٹھے تازہ گلاب
بارِشوں میں تشنگی تھی ، پر مری مانے گا کون

شہرِ خاموشاں میں نِصفِ شَب کی سُوئیاں ملتے ہی
زِندگی ہی زِندگی تھی ، پر مری مانے گا کون

آنکھوں دیکھا واقعہ ہے ، ایک ضِدّی دِل رُبا
اِس غزل پر مر مٹی تھی ، پر مری مانے گا کون

مُلک میں وُہ اَمن تھا کہ بادشہ کے حکم پر
"جُرم" کی گھنٹی بجی تھی ، پر مری مانے گا کون

آئینے سے جب ذِرا سا ، دُور ہٹ کے رو پڑے
عکس نے آواز دی تھی ، پر مری مانے گا کون

شاخ سے بچھڑی کلی پہ ، شبنمی قطرے نہ تھے
وُہ تو تتلی رو رہی تھی ، پر مری مانے گا کون

شک پرست اِحباب کو میں ، **قیس** گو یہ کہہ تو دُوں!
یہ غزل "کچھ" عام سی تھی ، پر مری مانے گا کون

یار سے ہاتھ جب ملاؤں گا

یار سے ہاتھ جب ملاؤں گا
آہ! شاید میں مر ہی جاؤں گا

چاند یاقوت لب کا آئے نظر
عید میں حشر تک مناؤں گا

آئینے سے صنم تراشا ہے!
تم کبھی آؤ تو دِکھاؤں گا

جانے وُہ کس گلی میں اُتریں گے
شَہر کی ہر گلی سجاؤں گا

کتنا پاگل ہُوں یہ تو سوچا نہیں
آپ کو کس جگہ بٹھاؤں گا

جلد مانوس ہوں گے یوں مجھ سے
اُن کو ملتے ہی منہ چِڑاؤں گا

مٹھی میں جگنو بھر کے زُلفوں میں
چاہتوں کے دِیئے جلاؤں گا

عشق دَریا سے تو بڑا ہے مرا
اَپنا رَستہ میں خود بناؤں گا

کتنا خوش ہوں گے ٹوک کر وُہ مجھے
خود غلط شعر گنگناؤں گا

قیسؔ اِس مقطع میں ہے جادُو سا!
لوگ ہنس دیں گے جب سناؤں گا

ساقی

غم زدے ، ہاتھ چومتے ہیں مرا
بھولنے کا ہنر سکھاتا ہوں

حسیں خیال جو پاؤں کو گدگدانے لگے

حسیں خیال جو پاؤں کو گدگدانے لگے
وُہ نیند میں بھی مرے شعر گنگنانے لگے

میں اَپنی غزلوں کی رَعنائیوں سے جلنے لگا
مری کتاب وُہ آغوش میں سلانے لگے

جو خط میں لکھا کہ اَب نیند تک نہیں آتی
وُہ تکیہ بھینچ کے بانہوں میں مسکرانے لگے

کبھی نقاب میں چھُپ کر ، کبھی بنا آنچل
وُہ میرے پیار کو ہر رُخ سے آزمانے لگے

وُہ لب پہ سوچ میں گم اُنگلی پھیرتے ہیں یا
ہمیں قرینے سے شیریں دَہَن دِکھانے لگے

"نہیں" پہ حُسن کی رِہ رِہ کے پیار آیا مجھے
وُہ بازُوؤں میں مرے "نیم" کسمسانے لگے

لبوں سے بال برابر ، لبوں کو روک لیا
حیا سے جنگ میں دو ہونٹ کپکپانے لگے

خیال خوانی میں یکجائی کا یہ عالم ہے
اُنہیں ہمارے ، ہمیں اُن کے خواب آنے لگے

وُہ اِس مُراقبے سے تھی مری دُعا میں مگن
کہ لوگ قدموں میں اُس کے دِیئے جلانے لگے

زَمانے بھر میں لُٹا کر بھی ہم غنی ہیں **قیسؔ**
ہمارے ہاتھ محبت کے وُہ خزانے لگے

آپ کو بھی ہے گر دَغا دینا

آپ کو بھی ہے گر دَغا دینا
تو مجھے پہلے سے بتا دینا

دِل لگانا تو صِدقِ دِل کے ساتھ
ہاتھ تھامو تو آسرا دینا

عشق کا پہلا گام اُف اَللّٰہ
دُشمنِ جان کو دُعا دینا

باغ میں تیسرے شجر پر دِل
جب بھی موقع ملے بنا دینا

خوف آئے اَگر فصیلوں سے
دیپ دیوار پر جلا دینا

اِک ہتھیلی بنی ہے دَستِ طلب
دُوسرا ہاتھ تم بڑھا دینا

عُمر بھر مُنتَظِر رَہوں گا مگر!
آنے میں عُمر نہ لگا دینا

اَپنے "ناطے" کا کوئی نام نہیں
دیکھ کر ہاتھ نہ ہلا دینا

پیار کی اِک بڑی نشانی ہے
وَقت بے وَقت مُسکرا دینا

کل کسی نے مشاعرے میں کہا!
قیسؔ جب آئے تب جگا دینا

خوبصورتی کی حد ہے نہ حساب ہے

خوبصورتی کی حد ہے نہ حساب ہے
تُو گلاب ، تُو گلاب ، تُو گلاب ہے

چودھویں کا چاند ، نصفِ دِن کا آفتاب
چندے آفتاب ، چندے ماہتاب ہے

چار سو کروڑ تتلیوں میں تُو مرا
اِنتخاب ، اِنتخاب ، اِنتخاب ہے

جسم کی مہک نے جگنو مست کر دِیئے
کہہ رہے ہیں یہ گلاب ، لاجواب ہے

دُھوپ میں جو مینہ بَرَس پڑے تو جانئے
اَبر زُلفِ یار دیکھ آب آب ہے

خواب میں بھی اُن کے آگے ایک نہ چلی
بولے جاگ جاؤ یہ ہمارا خواب ہے

ایک پل کو دیکھ لے ہمیں بھی پیار سے
یہ ثواب دَر ثواب دَر ثواب ہے

حُسن کی نگاہ میں حیا کے سُرخ پھول
آج کل کے دور میں یہ اِنقلاب ہے

عشق نے جہاں پہ لکھ دِیا تمام شد
حُسن کی کتاب کا وُہ پہلا باب ہے

قیسؔ اُن نگاہوں میں چمک سی پیار کی
اِک نئی کتاب کا یہ اِنتساب ہے

بخت جس دِن ہمیں ملا دے گا

بخت جس دِن ہمیں ملا دے گا
سچ بتا پہلے مجھ کو کیا دے گا

چہرے سے زُلف ہی ہٹا لے اَگر
شب ڈَھلے تُو تو دِن چڑھا دے گا

ایک بوسے سے کیا بگڑتا ہے
دِل تجھے عمر بھر دُعا دے گا

ہنس کے فرما رہا ہے شوخ طبیب
دَرد تھم جائے تو دَوا دے گا

اَوڑھ لوں گر میں دُوسرا آنچل
غالباً یار مسکرا دے گا

اِک نظر عشق کے گدا پر بھی
تُو مجھے دے ، تجھے خدا دے گا

عشق دُنیا سے سیکھ کر جاؤ
جنتی میوہ تب مزا دے گا

گھاؤ یہ کہہ کے وُہ لگاتے ہیں
پھول خوشبو نہ دے تو کیا دے گا

آپ کی یاد کا حسین آنچل
راستوں میں دِیئے جلا دے گا

اُن کی ٹھوڑی کے تل کا نہ پوچھو
قیسؔ پوری غزل سنا دے گا!

پھول چنتی دِل رُبا ، یادَش بخیر

پھول چنتی دِل رُبا ، یادَش بخیر
گاؤں کی ٹھنڈی ہَوا ، یادَش بخیر

حُسنِ تسلیمات ، کھِلتے حُسن کا
عشق کی کچی وَفا ، یادَش بخیر

شعر کا مطلب سمجھ کر چونکنا
سرخ گالوں پر حیا ، یادَش بخیر

حرف پہلا نام کا لکھا ہُوا
پھول ہاتھوں کی حنا ، یادَش بخیر

ایک ہی خواہش کا دورِ پُر سُکوں
چاند راتوں کی دُعا ، یادَش بخیر

یاد کے صحرا میں ، پتھر کی لکیر
یار کی ہر ہر اَدا ، یادَش بخیر

پہلی بارِش کی ، جواں بوندوں کے بیچ
خاص طرح کانپنا ، یادَش بخیر

خود سے مجھ کو عشق کرواتا گیا
اُس کا چھپ چھپ دیکھنا ، یادَش بخیر

اِک بھلا سا نام تھا ، اُس شوخ کا
ساتھ رہنا تھا سدا ، یادَش بخیر

قیسؔ لے لوں ، سال دے کر گر ملے
ایک پل اُس پیار کا یادَش بخیر

حرف دَر حرف خواب اُن کا ہے

حرف دَر حرف خواب اُن کا ہے
کیا لکھوں کیا شباب اُن کا ہے

زُلف ، پھر اُس میں پھول ، اُف اَللہ!
رُخ ، رُخِ ماہتاب اُن کا ہے

ہونٹ ، برگِ گلاب بھیگا ہُوا!
جسم ، جامِ شراب اُن کا ہے

ہاتھ سے کھول دی ہے کچی کلی
کتنا رَوشن جواب اُن کا ہے

ایک ہی وار ، وُہ بھی دِل پہ کرو
سیدھا سادہ حساب اُن کا ہے

رُخ پہ معصومیت کا پَہرا ہے
کام یہ کامیاب اُن کا ہے

عقل تو میری اِک بھی سنتی نہیں
دِل بھی خانہ خراب اُن کا ہے

وُہ جو پھولوں میں چھُپ کے بیٹھے ہیں
کتنا اَچھا حجاب اُن کا ہے

عنکبوتوں نے ''واہ واہ'' کہا
اِتنا نازُک نقاب اُن کا ہے

قیسؔ سب سے حسین شاعر ہے!
چونکہ وُہ ''اِنتخاب'' اُن کا ہے

کسی خونی قبیلے کی سپہ سالار ہے لیلیٰ

کسی خونی قبیلے کی سپہ سالار ہے لیلیٰ
کبھی دَشنہ ، کبھی خنجر ، کبھی تلوار ہے لیلیٰ

بدن پہ وُہ غضب ڈھاتا ہے ، یہ جذبات کی قاتل
ستم کے بادشہ کی ، حاشیہ بردار ہے لیلیٰ

یہ کشتِ زَعفرانی ہے ، فقط آغازِ اُلفت میں
جو دِل دے دو تو پھر دِن رات کشتِ زار ہے لیلیٰ

کبھی اِس نے وَفا کی ہو تو پھر اِنسان سوچے بھی
رُخِ معصوم نہ دیکھ ، آخری عیار ہے لیلیٰ

ترا کردار ہی ، گفتار کا ، حامی نہیں ظلمی!
تُو لاکھ اِقرارِ اُلفت کر ، ہمیں اِنکار ہے لیلیٰ

تری آنکھوں کا نیلا پن ، یہ تیرا ماتمی جُوبَن
جو تجھ پہ مر مٹے ، مجنوں ، یہ کیا کردار ہے لیلیٰ؟

کوئی ہَدیہ بہ مسجد تو کوئی مے خانے کو بخشا
شکایت پر کہے قاضی سے ، خود مختار ہے لیلیٰ

ہُوئی کھیتی جواں دِل کی ، گرانے آ گئی بجلی
چمک پہ نہ مرو صاحب! ، چمکتی دھار ہے لیلیٰ

ستم کی ملکہ ، ظلمت گر ، کِرائے کی کوئی قاتل
بزورِ حُسن قبضہ گر ، بہت فنکار ہے لیلیٰ

اَگر تم نہ ملیں تو اِس غزل کو "ٹھیک" سے پڑھ لو!
اَگر ہو قیسؔ کی تو ، توبہ اَستغفار ہے لیلیٰ

وَجہ

عاجزی میری خاص شہرت تھی
پیار نے اُس کے کر دِیا مغرور

رَبط کا سلسلہ بڑھا کہ نہیں

رَبط کا سلسلہ بڑھا کہ نہیں
گُل ترا ، زُلف تک گیا کہ نہیں

منزلِ وَصل کی تُو فکر نہ کر
فاصلہ ، روز کچھ گھٹا کہ نہیں

تیز بارِش میں سب ہی رُکتے ہیں
اِلتجا پر تری رُکا کہ نہیں

ایک دِن ساتھ مل کے روئے گا
اَب ترے حال پر ہنسا کہ نہیں

میں ترے اِستعاروں پر قربان!
بات وُہ کچھ سمجھ سکا کہ نہیں

کتنے مغرور ہو جنابِ مَن
آپ کا ہے کوئی خدا کہ نہیں

غیب کے رازدان! ، ہجر کے دِن
لیلیٰ کے دِل کو کچھ ہُوا کہ نہیں

مجنوں نے تو "کتاب" لکھ ڈالی!
لیلیٰ نے شکریہ لکھا کہ نہیں

نیم جاں کہہ کے ہنسنے والی ہَوا
یہ دِیا رات بھر جلا کہ نہیں

ذِکرِ مجنوں کو زِندہ دیکھ کے **قیسؔ**!
حوصلہ تجھ کو کچھ ملا کہ نہیں

نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کریں

چونکہ میں اپنی کتب اپ ڈیٹ کرتا رہتا ہوں اس لیے ہو سکتا ہے اس کتاب کا نیا ایڈیشن آ چکا ہو۔ ابھی اس لنک کے ذریعے نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کیجیے۔

SQais.com/QaisLaila.pdf

رَدیف ، قافیہ ، بندِش ، خیال ، لفظ گری

رَدیف ، قافیہ ، بندِش ، خیال ، لفظ گری
وُہ حُور ، زینہ اُترتے ہُوئے سکھانے لگی

کتاب ، باب ، غزل ، شعر ، بیت ، لفظ ، حُروف
خفیف رَقص سے دِل پر اُبھارے مست پری

کلام ، عَرُوض ، تغزل ، خیال ، ذوق ، جمال
بدن کے جام نے اَلفاظ کی صراحی بھری

سلیس ، شستہ ، مُرصع ، نفیس ، نرم ، رَواں
دَبا کے دانتوں میں آنچل ، غزل اُٹھائی گئی

قصیدہ ، شعر ، مسدس ، رُباعی ، نظم ، غزل
مہکتے ہونٹوں کی تفسیر ہے بھلی سے بھلی

مجاز ، قید ، معمہ ، شبیہ ، اِستقبال
کسی سے آنکھ ملانے میں اَدبیات پڑھی

قرینہ ، سَرقہ ، اِشارہ ، کِنایہ ، رَمز ، سوال
حیا سے جھکتی نگاہوں میں جھانکتے تھے سبھی

بیان ، علمِ معانی ، فصاحت ، علمِ بلاغ
بیان کر نہیں سکتے کسی کی ایک ہنسی

قیاس ، قید ، تناسب ، شبیہ ، سَجع ، نظیر
کلی کو چوما تو جیسے کلی ، کلی سے ملی

ترنم ، عرض ، مکرر ، سنایئے ، اِرشاد
کسی نے "سنیے" کہا ، بزم جھوم جھوم گئی

حُضُور ، قبلہ ، جناب ، آپ ، دیکھیے ، صاحب
کسی کی شان میں گویا لغت بنائی گئی

حریر ، اَطلس و کمخواب ، پنکھڑی ، ریشم
کسی کے پھول سے تلووں سے شاہ مات سبھی

گلاب ، عنبر و ریحان ، موتیا ، لوبان
کسی کی زُلفِ معطر میں سب کی خوشبو ملی
☆☆☆
کسی کے مرمریں آئینے میں نمایاں ہیں
گھٹا ، بہار ، دَھنک ، چاند ، پھول ، دیپ ، کلی

کسی کا غمزہ شرابوں سے چُور قوسِ قُزح
اَدا ، غُرُور ، جوانی ، سُرُور ، عِشوَہ گری

کسی کے شیریں لبوں سے اُدھار لیتے ہیں
مٹھاس ، شَہد ، رُطَب ، چینی ، قند ، مصری ڈَلی

کسی کے نور کو چندھیا کے دیکھیں حیرت سے
چراغ ، جگنو ، شرر ، آفتاب ، "پھول جھڑی"

کسی کو چلتا ہُوا دیکھ لیں تو چلتے بنیں
غزال ، مورنی ، موجیں ، نُجُوم ، اَبر ، گھڑی

کسی کی مدھ بھری آنکھوں کے آگے کچھ بھی نہیں
تھکن ، شراب ، دَوا ، غم ، خُمارِ نیم شبی

کسی کے ساتھ نہاتے ہیں تیز بارِش میں
لباس ، گجرے ، اُفق ، آنکھ ، زُلف ، ہونٹ ، ہنسی

کسی کا بھیگا بدن ، گُل کھلاتا ہے اَکثر
گلاب ، رانی ، کنول ، یاسمین ، چمپا کلی

بشرطِ "فال" کسی خال پر میں واروں گا
چمن ، پہاڑ ، دَمن ، دَشت ، جھیل ، خشکی ، تری

یہ جام چھلکا کہ آنچل بہار کا ڈَھلکا
شریر ، شوشہ ، شرارہ ، شباب ، شر ، شوخی

کسی کی تُرش رُوئی کا سبب یہی تو نہیں؟
اَچار ، لیموں ، اَنار ، آم ، ٹاٹری ، اِملی

کسی کے حُسن کو بن مانگے باج دیتے ہیں
وَزیر ، میر ، سپاہی ، فقیہہ ، ذوقِ شہی

نگاہیں چار ہُوئیں ، وَقت ہوش کھو بیٹھا
صدی ، دَہائی ، برس ، ماہ ، روز ، آج ، اَبھی

وُہ غنچہ یکجا ہے چونکہ وَرائے فکر و خیال!
پلک نہ جھپکیں تو دِکھلاؤں پتّی پتّی اَبھی؟

☆☆☆

سیاہ زُلف: گھٹا ، جال ، جادُو ، جنگ ، جلال
فُسُوں ، شباب ، شکارَن ، شراب ، رات گھنی

جبیں: چراغ ، مقدر ، کشادہ ، دُھوپ ، سَحَر
غُرُور ، قہر ، تعجب ، کمال ، نُور بھری

ظریف اَبرُو: غضب ، غمزہ ، غصہ ، غور ، غزل
گھمنڈ ، قوس ، قضا ، عشق ، طنز ، نیم سخی

پَلک: فسانہ ، شرارت ، حجاب ، تیر ، دُعا
تمنا ، نیند ، اِشارہ ، خمار ، سخت تھکی

نظر: غزال ، محبت ، نقاب ، جھیل ، اَجل
سُرُور ، عشق ، تقدس ، فریبِ اَمر و نہی

نفیس ناک: نزاکت ، صراط ، عدل ، بہار
جمیل ، سُتواں ، معطر ، لطیف ، خوشبو رَچی

گلابی گال: شَفَق ، سیب ، سرخی ، غازہ ، کنول
طلسم ، چاہ ، بھنور ، ناز ، شرم ، نرم ،گری

دو لب: عقیق ، گُہر ، پنکھڑی ، شراب کُہن
لذیذ ، نرم ، ملائم ، شریر ، بھیگی کلی

نشیلی ٹھوڑی: تبسم ، ترازُو ، چاہِ ذَقن
خمیدہ ، خنداں ، خجستہ ، خمار ، تِتلی گلی

گلا: صراحی ، نوا ، گیت ، سوز ، آہ ، اَثر
ترنگ ، چیخ ، ترنم ، ترانہ ، سُر کی لڑی

ہتھیلی: ریشمی ، نازُک ، مَلائی ، نرم ، لطیف
حسین ، مرمریں ، صندل ، سفید ، دُودھ دُھلی

کمر: خیال ، مٹکتی کلی ، لچکتا شباب
کمان ، ٹوٹتی اَنگڑائی ، حشر ، جان کَنی

پری کے پاؤں: گلابی ، گداز ، رَقص پرست
تڑپتی مچھلیاں ، محرابِ لب ، تھرکتی کلی

☆☆☆

جناب! دیکھا سراپا گلابِ مرمر کا!
اَبھی یہ شعر تھے ، شعروں میں چاند اُترا کبھی؟

غزل حُضُور بس اَپنے تلک ہی رَکھیے گا
وُہ رُوٹھ جائے گا مجھ سے جو اُس کی دُھوم مچی

جھکا کے نظریں کوئی بولا اِلتماسِ دُعا
اُٹھا کے ہاتھ وُہ خیراتِ حُسن دینے لگی

کشش سے حُسن کی چندا میں اُٹھے مد و جزر
کسی کو سانس چڑھا سب کی سانس پھول گئی

جو اُس پہ بوند گری ، اَبر کپکپا اُٹھا
اُس ایک لمحے میں کافی گھروں پہ بجلی گری

قیامت آ گئی خوشبو کی ، کلیاں چیخ پڑیں
گلاب بولا نہیں ، غالبا وُہ زُلف کھلی

طواف کرتی ہے معصومیت یوں کم سِن کا
کہ قتل کر دے عدالت میں بھی ، تو صاف بری!

بدن پہ حاشیہ لکھنا ، نگاہ پر تفسیر
مقلدین ہیں شوخی کے اَپنی شیخ کئی

تمام شہر میں سینہ بہ سینہ پھیل گئی
کسی کے بھیگے لبوں سے وَبائے تشنہ لبی

گلاب اور ایسا کہ تنہا بہار لے آئے
بہشت میں بھی ہے گنجان شوخ گُل کی گلی

کمالِ لیلیٰ تو دیکھو کہ "صرف" نام لیا
"پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی"

گلابی آنکھوں میں ایسے بھنور تھے مستی کے
شراب ڈُوب کے اُن میں بہت حلال لگی

جسارَت "عکس" پہ لب رَکھنے کی نہیں کرتے
بہت ہُوا بھی تو پلکوں سے گدگدی کر دی

نجانے پہلی نظر کیوں حلال ہوتی ہے
کسی کے حُسن پہ پہلی نظر ہی مہنگی پڑی

چمن میں "پھول نہ توڑیں" لکھا تھا سو ہم نے
گلاب زادی کو پہنا دی تتلیوں کی لڑی

کسی کا زُلف کو لہرا کے چلنا ، اُف توبہ!
شرابِ نابِ اَزل کے نشے میں مست پری

وُہ بولتا ہے تو کانوں میں شَہد گھولتا ہے
مریضِ قند پہ قدغن ہے اُس کو سننے کی

کلی کو چھوڑ کے نقشِ قدم پہ بیٹھ گئی
قلم ہلائے بنا تتلی نے غزل کہہ دی

صنم اور ایسا کہ بت اُس کے آگے جھک جائیں
دُعا دی اُس نے تو دو دیویوں کی گود بھری

عطائے حُسن تھی ، **قیسؔ** اِک جھلک میں شوخ غزل
کتاب لکھتا میں اُس پر مگر وُہ پھر نہ ملی

جرأت

جرأت سے اَپنی ذات کا اِظہار کر کے دیکھ
آ میرے مشورے پہ کبھی پیار کر کے دیکھ

ہم سفر ہو تو ایک کام کرو

ہم سفر ہو تو ایک کام کرو
گفتگو کے بنا کلام کرو

پلکیں کب تک رُکوع میں رَکھو گے
حُسن کا واسطہ ، قیام کرو

لیلیٰ بننے سے نہ کرو اِنکار
پیار چاہے ، برائے نام کرو

چُن دو دیوار میں دَھڑکتا دِل
عشق کی پوری روک تھام کرو

عُمر بھر جِسم ، بازگشت سُنے
اُنگلیوں سے کبھی کلام کرو

دِل کے اَندر سے کوئی کہتا ہے
حُسن والوں کا اِحترام کرو

اِس کا سورج غُروب ہوتا نہیں
حُسن کی مملکت میں شام کرو

بات ایسے کرو کہ پھول کھلیں
پیار سے سنگ دِل کو رام کرو

پیار ہر دین کا خلاصہ ہے
جس قَدَر ہو سکے یہ عام کرو

جانے کس کا جواب سن لے خدا
قیسؔ ہر شخص کو سلام کرو

گفتگو سے اِجتناب اَچھا لگا

گفتگو سے اِجتناب اَچھا لگا
آنکھوں ، آنکھوں میں جواب اَچھا لگا

دَھڑکنوں کو روک کر سننے لگے
اِس قدَر اُن کا خطاب اَچھا لگا

حُور ایسی آج دیکھی راہ میں
نیکیوں کا "اِرتکاب" اَچھا لگا

اُف! سجانے والا تو "خود" سج گیا
زُلف میں تازہ گلاب اَچھا لگا

اَپنے کرنے کا بھی کوئی کام ہو
جب "یہ" سوچا تو حجاب اَچھا لگا

پانی پر ہم نیند میں چلتے رہے
رات بھر اِک آفتاب اَچھا لگا

اِس قدَر ڈُھونڈا تجھے ، رَب مل گیا
ہجر میں گزرا شباب اَچھا لگا

ایک آنسو کُل خطائیں دُھو گیا
قاضیء کُل کا حساب اَچھا لگا

شعر دُنیا کو پسند آئے ، ہمیں
آپ کے نام اِنتساب اَچھا لگا

ڈُھونڈتی پھرتی ہے لیلیٰ ، **قیسؔ** کو
آسماں! یہ اِنقلاب اَچھا لگا

یار پھر تم سا یار ، اُف توبہ

یار پھر تم سا یار ، اُف توبہ
پیار پھر پہلا پیار ، اُف توبہ

زَخم سب کو دِکھا تو سکتے ہیں
آپ کا اِنتظار ، اُف توبہ

کوہساروں سے اُتری دوشیزہ
اِک شتر بے مہار ، اُف توبہ

دیکھ کر دُنیا توبہ توبہ کرے
حُسن کا شاہکار اُف توبہ

ہنستے ہنستے حسین ملکہ نے
کر دیا دِل پہ وار ، اُف توبہ

شرم سے گُل نے خود کشی کر لی
سُرخ لب پر بہار ، اُف توبہ

ہم تو حیرت زَدہ تھے کلیوں پر
تتلیوں کا سنگھار ، اُف توبہ

عشق منسوخ کرنے پہنچا ، پڑی
نرم ہاتھوں سے مار ، اُف توبہ

شرم سے دِل پہ ہاتھ رَکھ کے کہا
دیکھ یوں نہ پکار ، اُف توبہ

کھکھلا کر کہا یہ لیلیٰ نے
قیسؔ! اور شرمسار ، اُف توبہ

اَگر کسی کو ستانا حرام ہوتا ہے

اَگر کسی کو ستانا حرام ہوتا ہے
تو پھر تو کچھ بھی چھپانا حرام ہوتا ہے

بِنا بتائے مرے دِل میں آنے والے سُن!
کسی کے گھر میں یوں آنا حرام ہوتا ہے

یہ آنکھیں رکھتے ہی کیوں ہو نقاب سے باہر
اَگر نظر کو ملانا حرام ہوتا ہے

کچھ اِس طرح سے اُتارا ہے حُسن لفظوں میں
کہ بولے عکس بنانا حرام ہوتا ہے

کوئی بھی چیز چُرانا حرامِ مطلَق ہے
چنانچہ آنکھ چُرانا حرام ہوتا ہے

یہ کہہ کے لیلیٰ نے چھینا قلم غزل لکھتے
کسی کے راز بتانا حرام ہوتا ہے

وُہ آ گئے ہیں تو سورج کا جانا بنتا ہے
چراغ دِن میں جلانا حرام ہوتا ہے

نشیلی نظروں کے میخانے بھی تو بند کرو
اَگر یہ پینا ، پلانا حرام ہوتا ہے

نماز چھوڑنا واعظ! فقط حرام نہیں
کسی کا دِل بھی دُکھانا حرام ہوتا ہے

قسم اُٹھا کے اُسے چھوڑ دیتا **قیسؔ** مگر!
قسم بھی جھوٹی اُٹھانا حرام ہوتا ہے

دُھوپ میں وُہ شباب دیکھا ہے

دُھوپ میں وُہ شباب دیکھا ہے
وَجد میں آفتاب دیکھا ہے

گیسوؤں والا چاند بھی ہو گا
چلتا پھرتا گلاب دیکھا ہے

تین منصوبے دِل بناتا ہے
جب سے اُس کا شباب دیکھا ہے

خواب پورا بتا نہیں سکتا
آپ کو بے حجاب دیکھا ہے

منہ سے وُہ ایک حرف نہ بولے
چہرے پر اِضطراب دیکھا ہے

حُسن اور عشق کی لڑائی میں
حُسن کو کامیاب دیکھا ہے

سخت حیرت سے مرنے والے نے
محتسب کا حساب دیکھا ہے

کشتی کے آخری مسافر نے
ناخدا ، آب آب دیکھا ہے

اُس کو "اُس جیسا" مل گیا شاید
آج اُسے لاجواب دیکھا ہے

کر لئے ہاتھ زَخمی ، جس نے بھی
قیسؔ کا "اِنتخاب" دیکھا ہے

غرورِ حُسن میں شاہی جلال ہوتا ہے

غرورِ حُسن میں شاہی جلال ہوتا ہے
پری رُخوں کا سبھی کچھ کمال ہوتا ہے

بدن بھی حشر بپا دَھڑکنوں میں کرتا ہے
پھر اُس پہ چلنا قیامت کی چال ہوتا ہے

پناہ بادلوں میں ڈُھونڈتا ہے ماہِ تمام
جو بے حجاب وُہ زُہرہ جمال ہوتا ہے

خدا ہی جانے اُسے چوم لیں تو پھر کیا ہو
جو گال نام سے بوسے کے لال ہوتا ہے

کسی شجر پہ پکے پھل نے مسکرا کے کہا
یہ عشق روزِ اَزل سے وَبال ہوتا ہے

وُہ اَپنے عاشقوں کا ، ذِکر چھیڑ دیتے ہیں
مرے فرار کا جب اِحتمال ہوتا ہے

وُفورِ آرزُو ، دَراَصل زِندگانی ہے
تمنا مرتی ہے تب اِنتقال ہوتا ہے

اَگر وُہ لب نظر آئیں تو زُلف بھی دیکھو
ہر ایک دانے پہ موجود جال ہوتا ہے

جو وَقتِ رُخصتِ محمل ، تھا حال مجنوں کا
کچھ ایسا حال مرا سارا سال ہوتا ہے

نگاہِ قیسؔ سے دیکھو ، ہمیشہ لیلیٰ کو
صنم کسی کا بھی ہو ، بے مثال ہوتا ہے

خدا کا شکر ہے کہ دِلبر و دِلدار ہے لیلیٰ

خدا کا شکر ہے کہ دِلبر و دِلدار ہے لیلیٰ
تمہارا شکر ہے کہ تم کو مجھ سے پیار ہے لیلیٰ

مرا جینا ، مرا مرنا تری زُلفوں کے سائے میں
مری ہم دَم ، مری مرشِد ، مری سالار ہے لیلیٰ

تری چاہت نے دَھڑکن دِل کو بخشی ، جانِ محبوبی
جہاں پر ہُوں ، میں جو کچھ ہُوں ، فقط معمار ہے لیلیٰ

بھنور کے قلب میں ساحل ، وَفا کی کِشت کا حاصل!
زَمینِ شوق تپتا دَشت ، لالہ زار ہے لیلیٰ

بچھڑ جا شوق سے لیکن قسم جینے کی تو نہ دے
ترے بن ایک دَھڑکن ، حشر سے دُشوار ہے لیلیٰ

زَمینی برق ، برقِ حُسن ، حُسنِ شوق ، شوقِ غم
غمِ خوش رَنگ ، رَنگِ گُل ، گُلِ گُلنار ہے لیلیٰ

کوئی دیوانے کے ہاتھوں میں اَپنا ہاتھ کیسے دے!
وُہ خود غدار ہیں ، کہتے ہیں جو غدار ہے لیلیٰ

خدا نے بخش دی ہیں تجھ کو اِتنی معنوی نظریں
زَمانہ حشر تک "اِجمال" کو دَرکار ہے لیلیٰ

فِرُومایہ مرے اَلفاظ ، تیرا حُسن سرمایہ
مری سوچیں بمشکل پھول ، تُو گلزار ہے لیلیٰ

اے جانِ قیسؔ یہ شہرت ترے پاؤں کا صدقہ ہے
مجھے شاعر بنانے میں ترا کردار ہے لیلیٰ

حرفِ آخر

جب تلک لکھنے والا زندہ ہے
ہر غزل نا تمام ہے صاحب

میری تمام شاعری ایک دائمی طالب علم کی مسلسل سیکھنے کی جدوجہد ہے۔ اس ضمن میں کسی کلام میں تبدیلی یا منسوخی کا عمل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کسی بھی پہلو میں کوئی نقص یا بہتری کی تجویز رکھتے ہوں تو میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ضرور لکھیے میں حتی الامکان اپنے بیان، اظہار، مطالب اور پیشکش میں بہتری لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

اَدائیں حشر جگائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

اَدائیں حشر جگائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے
خیال حرف نہ پائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

بہشتی غنچوں میں گوندھا گیا صراحی بدن
گلاب خوشبو چرائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

قدم ، اِرم میں دَھرے ، خوش قدم تو حور و غلام
چراغ گھی کے جلائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

دِہکتا جسم ہے آتش پرستی کی دعوت
بدن سے شمع جلائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

غزال قسمیں ستاروں کی دے کے عرض کریں
حُضور! چل کے دِکھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

چمن کو جائے تو دَس لاکھ نرگسی غنچے
زَمیں پہ پلکیں بچھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

کڑکتی بجلیاں جب جسم بن کے رَقص کریں
تو مور سر کو ہلائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

حسین پریاں چلیں ساتھ کر کے "سترہ" سنگھار
اُسے نظر سے بچائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

یہ شوخ تتلیاں ، بارِش میں اُس کو دیکھیں تو
اُکھاڑ پھینکیں قبائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وُہ پنکھڑی پہ اَگر چلتے چلتے تھک جائے
تو پریاں پیر دَبائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وُہ چاند عید کا اُترے جو دِل کے آنگن میں
ہم عید روز منائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

زَمیں پہ خِرمنِ جاں رَکھ کے ہوشمند کہیں
بس آپ بجلی گرائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

جنہوں نے سائے کا سایہ بھی خواب میں دیکھا
وُہ گھر کبھی نہ بسائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

اُداس غنچوں نے جاں کی اَمان پا کے کہا
یہ لب سے تتلی اُڑائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

کمر کو کس کے دوپٹے سے جب چڑھائے پینگ
دِلوں میں زَلزلے آئیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وُہ آبشار میں بندِ قبا کو کھولے اَگر
تو جھرنے پیاس بجھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

شریر مچھلیاں کافِر کی نقل میں دِن بھر
مچل مچل کے نہائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

حلال ہوتی ہے "پہلی نظر" تو حشر تلک
حرام ہو جو ہٹائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

جو کام سوچ رہے ہیں جناب دِل میں اَبھی
وُہ کام بھول ہی جائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

نہا کے جھیل سے نکلے تو رِند پانی میں
مہک شراب سی پائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

چرا کے عکس ، حنا رَنگ ہاتھ کا قارُون
خزانے ڈُھونڈنے جائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

کُنواری دِیویاں شمعیں جلا کے ہاتھوں پر
حیا کا رَقص دِکھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

چنے گلاب تو لگتا ہے پھول مل جل کر
مہکتی فوج بنائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

غزال نقشِ قدم چوم چوم کر پوچھیں
کہاں سے سیکھی اَدائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

سرہانے میرؔ کے ٹک فاتحہ کو گر وُہ جھکے
تو میرؔ جاگ ہی جائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

حسین تتلیاں پھولوں کو طعنے دینے لگیں
کہا تھا ایسی قبائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

اَگر لفافے پہ لکھ دیں ، "ملے یہ ملکہ کو"
تو خط اُسی کو تھمائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

عقیق ، لولو و مرجان ، ہیرے ، لعلِ یمن
اُسی میں سب نظر آئیں ، وُہ اتنا دلکش ہے

گلاب ، موتیا ، چنبیلی ، یاسمین ، کنول
اُسے اَدا سے لُبھائیں ، وُہ اتنا دلکش ہے

مگن تھے مینہ کی دُعا میں سبھی کہ وُہ گزرا
بدل دیں سب کی دُعائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

شراب اور ایسی کہ جو "دیکھے" حشر تک مدہوش
نگاہ رِند جھکائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

نُجومی دیر تلک بے بسی سے دیکھیں ہاتھ
پھر اُس کو ہاتھ دِکھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

بدل کے ننھے فرشتے کا بھیس جن بولا
مجھے بھی گود اُٹھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

ہمیں تو اُس کی جھلک مست مور کرتی ہے
شراب اُسی کو پلائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

بہانے جھاڑُو کے پلکوں سے چار سو پریاں
قدم کی خاک چرائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وُہ چُومے خشک لبوں سے جو شبنمِ گُل کو
تو پھول پیاس بجھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

کبھی کبھی ہمیں لگتا ہے بھیگے لب اُس کے
ہَوا میں شہد ملائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

مکین چاند کے بیعت کو جب بلاتے ہیں
دَھنک کی پالکی لائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

جفا پہ اُس کی فدا کر دُوں سوچے سمجھے بغیر
ہزاروں ، لاکھوں وَفائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

سفید جسم جو لرزے ذِرا سا بارِش میں
تو اَبر کانپ سے جائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

جو اُس کو چومنا چاہیں ، اَگر وُہ چومنے دے
تو چوم پھر بھی نہ پائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

ستارے توڑ کے لانے کی کیا ضرورت ہے
ستارے دوڑ کے آئیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

چمن میں اُس نے جہاں دونوں بازُو کھولے تھے
وَہاں کلیسا بنائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

ہم اُس کے چہرے سے نظریں ہٹا نہیں سکتے
گلے سے کیسے لگائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وُہ جتنا جسم تھا ، اُتنا غزل میں ڈھال لیا
طلسم کیسے دِکھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

غلام بھیجتا ، سر آنکھوں پر بٹھا لیتے
اُسے کہاں پہ بٹھائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

تمام آئینے حیرت میں غرق سوچتے ہیں
اُسے یہ کیسے بتائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

زَبان وَصف سے عاجز ، حُروف مفلس تر
قلم گھسیٹ نہ پائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

طلسمِ حُسن ہے موجود لفظوں سے اَفضل
لغت جدید بنائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

قسم ہے **قیسؔ** تجھے توڑ دے یہیں پہ قلم
رَفیق مر ہی نہ جائیں ، وُہ اِتنا دِلکش ہے

زاوِیئے

حُسن کے زاوِیئے خدا کی پناہ
آہ! وُہ شعر جو چھُپانے پڑے

نقاب اُٹھائے تو دُشمن سلام کر دے گا

نقاب اُٹھائے تو دُشمن سلام کر دے گا
جمالِ یار محبت کو عام کر دے گا

یہ دُھوپ ، چھاؤں کے موسم ہیں اُس کی مٹھی میں
اَگر ضَروری لگا ، دِن میں شام کر دے گا

صنم کدہ وُہ دُعاؤں کے بعد کھولے گا
نماز پڑھ لے تو "مرنا" حرام کر دے گا

ہے کوہ قاف پہ اُس شوخ گُل کا ذِکر حرام
کہ ننھی پریوں کو یہ بے لگام کر دے گا

خدا کے واسطے ، اُمید کی حفاظت کر
خدا نے چاہا تو دُشمن بھی کام کر دے گا

طلسمِ مصر ہے اُس کے حسین ہاتھوں میں
جو وُہ بنائے تو چائے کو جام کر دے گا

نہ چھوڑ اِس قدَر آزاد اَپنی آنکھوں کو
یہ کام تجھ کو کسی کا غلام کر دے گا

تمام رات فقط چاند دیکھتے رہنا
تمہارا کام کسی دِن تمام کر دے گا

غزل ، صنم پہ بڑے لکھتے ہیں مگر مجنوں!
کتاب لکھے گا ، لیلیٰ کے نام کر دے گا

اُداس ہو تو غزل اور بھی سناؤں حُضور؟
جو مسکراؤ تو قیسؔ اِختتام کر دے گا

آپ کا شکریہ

اتنے مصروف دور میں اس عاجزانہ کاوش کو چند لمحے دینے پر میں تہہِ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اپنے پسندیدہ شعر سے متعلق رائے دینے یا اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے کے لیے ضرور رابطہ کیجیے۔سدا خوش رہیے۔ خدا حافظ

شہزاد قیسؔ۔لاہور

تلاش جاری ہے

گفتند یافت می نشود جستہ ایم ما
(کہنے لگے کہ ڈھونڈ چکے ، ملتا ہی نہیں)
گفت آنک یافت می نشود آنم آرزوست
(بولا تو جو نہ مل سکے ، اُس کی ہے آرزو) !

مولانا رومؒ